ذاتی طریقۂ زندگی سے کوئی بڑی بات حاصل ہو سکتی ہے؟ جواب یہ ہے کہ بے شک ایسا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم آپ موجودہ جنگوں کو فوراً بند نہیں کرا سکتے اور نہ مختلف قوموں میں باہمی مصالحت کرا سکتے ہیں، لیکن کم از کم اتنا تو کر ہی سکیں گے کہ روزمرہ کے باہمی تعلقات میں ایسی بنیادی تبدیلی پیدا کر دیں جو خود اپنا اثر آئندہ کے لیے رکھے گی۔ ایک فرد کی روشنی طبع کا اثر بڑی جماعتوں پر بھی پڑ سکتا ہے، بشرطیکہ نتائج کے لیے اسے کسی قسم کی تمنا نہ ہو۔ البتہ اگر اسے ہر دم نفع یا انجام کا خیال رہے گا تو اس کی اپنی ذاتی کایا پلٹ نہیں ہو سکتی۔

انسانی مسائل ہرگز آسان نہیں بلکہ نہایت پیچیدہ ہیں۔ ان کے سمجھنے کے لیے صبر و بصیرت درکار ہے اور یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر فرد ان مسائل پر غور کر کے ان کو خود حل کرے۔ اسے مسائل محض چٹکلوں اور آسان نسخوں سے حل نہیں ہو سکتے، نہ کوئی بھی ماہرین جو صرف ایک مخصوص طریق کے عادی ہو گئے ہوتے ہیں، اپنے اپنے ڈھنگ پر ان کو حل کر سکتے ہیں۔ اس سے تو انتشار اور مصیبت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ہمارے بہت سے مسائل اسی وقت سمجھے اور حل کئے جا سکتے ہیں، جب ہم اپنی زندگی کی مسلسل کیفیت کا اندازہ خود کر لیں یعنی اپنی نفسیاتی ساخت و وضع کو مجموعی طور پر جان لیں۔ کسی مذہبی یا سیاسی رہنماؤں سے اس کی کنجی ہمارے ہاتھ نہیں آئے گی۔ اپنے آپ کو

پہچاننے کے لیے ہمیں ان تمام تعلقات کو پوری طرح سمجھنا ہوگا جو نہ صرف انسانوں کے ساتھ بلکہ دولت و جائداد، تصوّرات اور قدرت کے ساتھ ہی رہا کرتے ہیں۔ اگر انسانی تعلقات میں جس پر سارے سماج کی بنیاد ہے، ہم صحیح قسم کا انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنے اقدار اور نظریات میں بنیادی تبدیلی لانی ہو گی، لیکن ہم تو اپنے اندر بنیادی اور اہم تبدیلی پیدا کرنے سے منہ چھپاتے ہیں اور دنیا میں محض سیاسی انقلابات پیدا کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں، جس کا انجام ہمیشہ تباہی اور خونریزی ہوتا ہے۔

جو تعلقات صرف حسیّات پر منحصر ہیں، وہ ہمیں نفس کی بندشوں سے نجات نہیں دلا سکتے، لیکن ہمارے بیشتر رشتۂ تعلقات دراصل حسیّات پر مبنی ہیں اور ذاتی مفاد، آسائش اور باطنی سکون و امن کی آرزو کا نتیجہ ہیں۔ ان کی بدولت گو کبھی کبھی عارضی طور پر ہمیں نفس سے رہائی بھی مل جائے مگر ایسے تعلقات سے فی الواقع ہمارے نفس کی مضبوطی ہو جاتی ہے اور اس کی کارروائیاں ہمیں اسیر پنجۂ خودی بنا دیتی ہیں۔ باہمی تعلقات تو ایک قسم کا آئینہ ہیں جس میں ہم اپنے نفس اور اس کے تمام رنگ ڈھنگ کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں، اور جب باہمی تعلقات کے برتنے میں ہم نفس کے طریق عمل سے واقف ہو جاتے ہیں، تب ہی نفس کے بندھن سے نجات ملتی ہے اور اسی کیفیت میں تخلیقی قوت نمودار ہوتی ہے۔